از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 16 مارچ، 1960

جے کرشناداس منوہر داس دیسائی و دیگر

بنام

دی سٹیٹ آف بمبئی

(جعفر امام، کے این وانچو اور جے سی شاہ، جسٹس صاحبان)

اعتماد کی مجرمانہ خلاف ورزی-اجزاء-عام ارادے-کے معنی-تعزیراتِ ہند (XLV، سال 1860)، دفعات 409، 34

پہلا اپیل کنندہ انتظامی ڈائریکٹر تھا اور دوسرا اپیل کنندہ ایک کپڑا رنگنے والے ادارے کا ڈائریکٹر اور تکنیکی ماہر تھا جسے پاریکھ ڈائینگ اینڈ پرنٹنگ ملز لمیٹڈ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ کمپنی نے ٹیکسٹائل کمشنر کے ساتھ بڑی مقدار میں کپڑے کو رنگنے کا معاہدہ کیا جو اس مقصد کے لیے کمپنی کو فراہم کیا گیا تھا۔ معاہدے کی تعمیل میں کمپنی کی طرف سے کپڑے کی کچھ مقدار کو رنگ کر کے ٹیکسٹائل کمشنر کو پہنچایا گیا لیکن وہ باقی کپڑوں کو رنگنے اور فراہم کرنے میں ناکام رہی جو اس کے قبضے میں رہ گیا تھا اور بار بار مطالبات کے باوجود ٹیکسٹائل کمشنر کو واپس نہیں کیا گیا تھا۔ بالآخر دونوں اپیل گزاروں پر تعزیرات ہند کی دفعہ 34 کے ساتھ پڑھنے والی دفعہ 409 کے تحت اعتماد کی مجرمانہ خلاف ورزی کے الزام میں مقدمہ چلایا گیا اور فیصلہ ساز کمیٹی کے ذریعے مقدمے میں انہیں اسی کے لیے مجرم قرار دیا گیا۔ اپیل میں عدالت عالیہ نے فیصلہ ساز کمیٹی کو غلط سمت کی بنیاد پر شواہد کا جائزہ لیا لیکن پایا کہ دونوں اپیل کنندگان اس کپڑے کا محاسبہ کرنے کے ذمہ دار تھے جس پر ان کا تسلط تھا، اور ایسا کرنے میں ناکام ہونے پر ان میں سے ہر ایک اعتماد کی مجرمانہ خلاف ورزی کے جرم کا مجرم تھا۔ عدالت عالیہ نے اپیل گزاروں کی اس عرضی کو قبول کرنے سے انکار کر دیا کہ کپڑا پرانا تھا اور اسے سفید چیونٹیاں اور کیڑے کھا گئے تھے۔ خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل گزاروں کی اپیل پر:

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

قرار پایا گیا کہ اعتماد کی مجرمانہ خلاف ورزی کا الزام ثابت کرنے کے لیے استغاثہ ملزم کی طرف سے اس کے سپرد کردہ جائیداد یا جس پر اس کا کہا گیا کہ طرف سے تبادلوں، غبن یا غلط استعمال کے عین مطابق طریقے کو ثابت کرنے کا پابند نہیں تھا۔اعتماد کی مجرمانہ خلاف ورزی کے جرم کا بنیادی جزو بے ایمانانہ غلط استعمال ہے۔ملزم کی اپنے سپرد کردہ جائیداد کا محاسبہ کرنے میں محض ناکامی ہو سکتا ہے کہ تمام معاملات میں اس کی اثباتِ جُرم کی بنیاد نہ ہو لیکن جہاں وہ اپنی ناکامی کا محاسبہ کرنے اور وضاحت دینے سے قاصر تھا جو کہ غلط تھی، بے ایمانانہ ارادے سے غبن کا اندازہ آسانی سے لگایا جا سکتا ہے۔

تعزیرات ہند کی دفعہ 34 کے تحت ذمہ داری کا جوہر ایک مشترکہ ارادے کا وجود ہے جو مجرموں کو متحرک کرتا ہے اور مشترکہ ارادے کو آگے بڑھانے کے لیے مجرمانہ فعل میں شرکت کرتا ہے۔دفعہ 34 کے تحت مجرم کی جائے وقوعہ پر جسمانی موجودگی، قانون کے الفاظ پر، ہر معاملے میں اس کے اطلاق کی شرائط میں سے ایک نہیں ہے۔

اس کے بعد بریندر کمار گھوش بنام دی کنگ ایمپرر، (1929) ایل آر 52 آئی اے 40 آیا۔

شری کانتیا رامیا منی پلی بنام دی اسٹیٹ آف بمبئی، [1955] 1177 .I S. C. R، وضاحت شدہ اور ممتاز شدہ۔

اپیلیٹ فوجداری کا دائرہ اختیار: فوجداری اپیل نمبر 159، سال 1957۔

مقدمہ نمبر 38 بنام سیشنز 1955 میں گریٹر بمبئی کے ایڈیشنل سیشن جج کے 3 اکتوبر 1955 کے فیصلے اور حکم سے پیدا ہونے والی فوجداری اپیل نمبر 1232، سال 1955 میں بمبئی عدالت عالیہ کے 14 فروری 1956 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل۔

پرشوتم تریکمداس، بی کے بی نائیڈو اور آئی این شراف، اپیل کنندہ نمبر 1 کے لیے۔

اپیل کنندہ نمبر 2 پیش نہیں ہوا۔

جواب دہندہ کے لیے ایچ جے امریگر، آر ایچ ڈھبر اور ٹی ایم سین۔

16.1960 مارچ۔

عدالت کا فیصلہ شاہ جسٹس نے دیا۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

شاہ، جسٹس-ایڈیشنل سیشن جج، سٹی کورٹ، گریٹر بمبئی کے سامنے Vth سیشن 1955 کے کیس نمبر 38 میں مشترکہ فیصلہ ساز کمیٹی کی مدد سے منعقدہ مقدمے میں، دونوں اپیل کنندہ کو تعزیرات ہند کی دفعہ 34 کے ساتھ پڑھنے والی دفعہ 409 کے تحت جرائم کا مجرم قرار دیا گیا۔ایڈیشنل سیشن جج نے پہلے اپیل کنندہ کو پانچ سال اور دوسرے اپیل کنندہ کو چار سال کی قید بامشقت سزا سنائی۔اپیل میں، بمبئی کی عدالت عالیہ نے شواہد کا جائزہ لیا، کیونکہ عدالت کے خیال میں، فیصلہ ساز کمیٹی کے فیصلے کو کافی اہمیت کے معاملے پر غلط سمت کی وجہ سے بگاڑا گیا تھا، لیکن فیصلہ دیا کہ دونوں اپیل گزاروں کی اثباتِ جرم بھارتیہ تعزیرات ہند کی دفعہ 34 کے ساتھ پڑھنے والی دفعہ 409 کے تحت جرم، شواہد پر، خارج کیے جانے کے قابل نہیں تھا۔عدالت عالیہ نے اس کے مطابق دونوں اپیل گزاروں کی اثباتِ جُرم کی تصدیق کی لیکن پہلے اپیل گزار کو دی گئی اثباتِ جُرم کو کم کر کے تین سال کی قید بامشقت اور دوسرے اپیل گزار کے خلاف اثباتِ جُرم کو ایک سال کی قید بامشقت کر دیا۔اثباتِ جُرم اور سزا کے حکم کے خلاف، اپیل گزاروں نے خصوصی اجازت کے ساتھ اس عدالت میں اپیل کی ہے۔

وہ حقائق جنہوں نے دونوں اپیل گزاروں کے خلاف الزام کو جنم دیا وہ مختصر طور پر یہ ہیں:

15 جون 1948 کو ٹیکسٹائل کمشنر نے پگری کپڑا رنگنے کے لیے ٹینڈر طلب کیے۔ پاریکھ ڈائینگ اینڈ پرنٹنگ ملز لمیٹڈ، بمبئی کو بعد میں اس کمپنی کے طور پر حوالہ دیا جائے گا جس میں پہلا اپیل کنندہ منیجنگ ڈائریکٹر تھا اور دوسرا اپیل کنندہ ڈائریکٹر اور تکنیکی ماہر تھا، نے ایک ٹینڈر پیش کیا جسے 27 جولائی، 1948 کو کچھ عام اور خصوصی شرائط کے ساتھ قبول کیا گیا۔معاہدے کے مطابق، کمپنی کو رنگنے کے لیے 2,51,059 گز کا کپڑا فراہم کیا گیا۔ کمپنی مقررہ مدت کے اندر کپڑے کو رنگنے میں ناکام رہی اور اس مراسلہ میں کمپنی اور ٹیکسٹائل کمشنر کے درمیان خط و کتابت ہوا۔اس کپڑے میں سے تقریباً 1,11,000 گز رنگا گیا اور ٹیکسٹائل کمشنر کو پہنچایا گیا۔25 مارچ 1950 کو کمپنی نے ٹیکسٹائل کمشنر سے معاہدہ منسوخ کرنے کی درخواست کی اور 3 اپریل 1950 کے اپنے خط کے ذریعے ٹیکسٹائل کمشنر نے درخواست کی تعمیل کی، اور 96,128 گز کے سلسلے میں معاہدہ منسوخ کر دیا۔20 نومبر 1950 کو ٹیکسٹائل کمشنر نے باقی کپڑے کے سلسلے میں معاہدہ منسوخ کر دیا تھا اور کمپنی سے کہا گیا تھا کہ وہ بغیر کسی تاخیر کے بقایا کا حساب دے اور یہ بتایا گیا کہ اسے "خراب شدہ مواد یا حساب نہ لینے" کے لیے ذمہ دار ٹھہرایا جائے گا۔4 دسمبر 1950 کو کمپنی نے حساب کا ایک بیان بھیجا جس میں رنگنے کے لیے اصل میں فراہم کیے گئے کپڑے کی مقدار، مناسب طریقے سے رنگے ہوئے کپڑے کی مقدار اور

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and integrity of this document

بقایا1,32,160 گزفراہم کردہ کپڑے کا بیان کیا گیا۔ کمپنی کی طرف سے تسلیم شدہ کپڑے کی فراہمی کے خلاف،اس نے 2,412 گز کے فضلہ الاؤنس کا دعوی کیااور سرکاری کھاتے میں اس کے ساتھ پڑے ہوئے1,29,748 گز کی فراہمی کی ذمہ داری قبول کی۔

ایسامعلوم ہوتاہے کہ اس وقت کمپنی مالی مشکلات میں تھی۔دسمبر 1950 میں،پہلااپیل کنندہ احمد آباد میں ایک فیکٹری کاانتظام سنبھالنے کے لیے بمبئی سے روانہ ہوااور کمپنی کے معاملات کاانتظام ایک آر کے پٹیل کے ذریعے کیا گیا۔جون 1952 میں،احمد آباد کی متعلقہ عدالت میں دواپیلیوں کے دیوالیہ ہونے کے فیصلے کے لیے ایک درخواست دائر کی گئی تھی۔بمبئی میں عدالت عالیہ میں ایک اور قرض دہندہ کے کہنے پر دونوں اپیل گزاروں کے خلاف دیوالیہ پن کا نوٹس بھی نکالا گیا۔کمپنی کو بند کرنے کی کارروائی بمبئی کی عدالت عالیہ میں شروع کی گئی۔اس دوران، کمپنی کی مشینری اور فیکٹری کے رہن دارنے کمپنی کی فیکٹری کے احاطے کے اس حوالے سے مخصوص معاہدے کے تحت قبضہ کر لیا تھا۔

ٹیکسٹائل کمشنر نے کمپنی کی طرف سے غیر فراہم شدہ کپڑے کو بازیافت کرنے کی کوششیں کیں۔ٹیکسٹائل کمشنر کی طرف سے16اپریل1952 کوایک خطارسال کیا گیاتھا،جس میں کمپنی سے کہا گیا تھا کہ وہ بلیچ کی حالت میں پڑاہوا51,756 گز کا کپڑاچیف آرڈیننس آفیسر،آرڈیننس ڈپو، سیوری کو فراہم کرے،لیکن خط بغیر ڈیلیور کے واپس کر دیا گیا۔یہ بالآخر اکتوبر1952 میں دوسرے اپیل کنندہ پر پولیس کی مدد سے پیش کیا گیا۔اس کے بعد7نومبر 1952 کو کمپنی کوایک اور خط لکھا گیا اور یہ خط25نومبر1952 کودوسرےاپیل کنندہ کو بھیجا گیا۔اس خط کے ذریعے کمپنی کو یاد دلایا گیا کہ حکومت کی وجہ سےاس کے پاس 1,35,726 ¾ گز کپڑاپڑاہوا تھااوراس کا حساب دینا تھا،اور یہ کہ چیف آرڈیننس آفیسر،آرڈیننس ڈپو، سیوری کو51,756 گز کی فراہمی کی ہدایات پر توجہ نہیں دی گئی تھی۔ٹیکسٹائل کمشنر نے کمپنی سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنے نمائندوں کو"حیثیت واضح کرنے"اور مواد کا حساب کتاب کرنے کے لیے بھیجے۔یہ خط موصول ہونے کے بعد،دوسرے اپیل کنندہ نے ٹیکسٹائل کمشنر کے دفتر میں شرکت کی اور27نومبر1952 کوایک خط لکھا جس میں کہا گیا تھا کہ "تیار حالت میں سامان کی فراہمی نہ کرنے میں شامل اہم عوامل یہ تھا کہ مواد بہت پرانا تھا"، "دھوبی کے ذریعے مختلف لاٹوں میں بلیچ کیا گیا"، "مختلف حالات میں بلیچ کیا گیا تھااوراس وجہ سے بھاری رنگوں میں ویٹ رنگنے کے لیے موزوں نہیں تھا"، کہ اس کی لمبائی،وزن اور چمک میں فرق تھااور "ویٹ رنگ رنگنے سے وابستگی ختم ہو گئی تھی"۔یہ بھی کہا گیا کہ کمپنی نے بنیادی مواد کو رنگنے میں

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

40,000 روپے کا "بہت بڑا نقصان" برداشت کیا۔ اس کے بعد بیان کیا گیا: "اس لیے ہم، تاہم، حکومت کے ساتھ تعاون کرنے کے لیے تیار ہیں اور حکومت کی لاگت کو پورا کرنے کے لیے تیار ہیں۔ براہ کرم ہمیں تفصیلات اور جمع کی جانے والی اصل رقم بتائیں تاکہ ہم جلد از جلد ایسا کر سکیں۔ اگر ہمیں بنیادی مواد کی بقایا مقدار کے حوالے سے حتمی رقم کے حوالے سے اس معاملے پر بحث کرنے کے لیے ملاقات کا وقت دیا جائے تو ہم آپ کا شکریہ ادا کریں گے۔"

29 دسمبر 1952 کو کمپنی کے احاطے اور اپیل گزاروں کی رہائش گاہ پر چھاپے مارے گئے لیکن کپڑے کا کوئی سراغ نہیں ملا۔ اس کے بعد پولیس میں شکایت درج کی گئی جس میں دونوں اپیل گزاروں پر حکومت سے تعلق رکھنے والے 1,32,404 گز کپڑے کے سلسلے میں اعتماد کی مجرمانہ خلاف ورزی کا الزام لگایا گیا۔

اس بات پر کوئی تنازعہ نہیں ہے کہ ٹیکسٹائل کمشنر کی طرف سے کمپنی کو رنگنے کے لیے سونپا گیا کپڑا تقریباً 1,30,000 گز واپس نہیں کیا گیا ہے۔ 4 دسمبر 1950 کے اپنے خط کے ذریعے، کمپنی نے 1,29,748 گز کپڑے کی فراہمی کی ذمہ داری تسلیم کی، لیکن بار بار مطالبات کے باوجود یہ کپڑا ٹیکسٹائل کمشنر کو واپس نہیں کیا گیا۔ ٹرائل کورٹ میں یہ سوال نہیں اٹھایا گیا کہ کمپنی کے ڈائریکٹر کی حیثیت سے اپیل کنندگان کا اس کپڑے پر اختیار تھا۔ اس عرضی کو کہ اپیل گزاروں کے علاوہ کمپنی کے دیگر ڈائریکٹر بھی تھے جن کا کپڑوں پر اختیار تھا، عدالت عالیہ نے خارج کر دیا ہے اور ہمارے فیصلے میں اسے درست قرار دیا گیا ہے۔ اس کپڑے کے غلط استعمال کو قائم کرنے کے لیے براہ راست ثبوت جس پر اپیل گزاروں کا تسلط تھا بلا شبہ اس کی کمی ہے، لیکن اعتماد کی مجرمانہ خلاف ورزی کے الزام کو قائم کرنے کے لیے، استغاثہ ملزم کی طرف سے تبادلوں، غلط استعمال یا غلط استعمال کے عین طریقے کو ثابت کرنے کا پابند نہیں ہے۔ اسے سونپی گئی جائیداد یا جس پر اس کا تسلط ہے۔ جرم کا بنیادی جزو بے ایمانانہ غلط استعمال یا تبدیلی ہے جو عام طور پر براہ راست ثبوت کا معاملہ نہیں ہو سکتا، جائیداد کی حوالگی اور تفویض کردہ جائیداد کا حساب کتاب کرنے کی ذمہ داری کی خلاف ورزی میں ناکامی، اگر ثابت ہو جائے تو، دوسرے حالات کی روشنی میں، منصفانہ طور پر بے ایمانانہ غلط استعمال یا تبدیلی کا نتیجہ ہو سکتا ہے۔ اعتماد کی مجرمانہ خلاف ورزی کے جرم کے لیے کسی شخص کی اثباتِ جُرم تمام معاملات میں، محض اس کے سپرد کردہ جائیداد، یا جس پر اس کا تسلط ہے، اس کا حساب کتاب کرنے میں ناکامی پر مبنی نہیں ہو سکتی، یہاں تک کہ جب اس پر حساب کتاب کا فرض عائد کیا جاتا ہے، لیکن جہاں وہ حساب کتاب کرنے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

میں ناکامی کی وضاحت دینے سے قاصر ہے جو کہ غلط ہے، بے ایمان ارادے سے غبن کا اندازہ آسانی سے لگایا جا سکتا ہے۔

اس معاملے میں 29 دسمبر 1952 کو فیکٹری کی تلاشی کے دوران کمپنی کی طرف سے ڈیلیور کیا جانا باقی کپڑا نہیں ملا۔ مقدمے کی سماعت میں، اپیل گزاروں نے فیکٹری کے احاطے سے کپڑے کے غائب ہونے کی وضاحت کرنے کی کوشش کی جہاں اسے ذخیرہ کیا گیا تھا، اس درخواست پر کہ یہ پرانا تھا اور اسے سفید چیونٹیوں اور کیڑوں نے کھا لیا تھا، اور اسے کچرے کے طور پر پھینک دیا گیا تھا۔ اپیل گزاروں کی اس عرضی کو عدالت عالیہ نے قبول نہیں کیا اور ہم صحیح سمجھتے ہیں۔ 4 دسمبر 1950 کے بعد ٹیکسٹائل کمشنر کو کسی بھی وقت کوئی اطلاع نہیں دی گئی تھی کہ اس کپڑے کو سفید چیونٹیوں اور کیڑوں نے کھا لیا تھا، اور اس لیے اسے پھینک دیا گیا تھا یا دوسری صورت میں تباہ کر دیا گیا تھا۔ نہ ہی اپیل گزاروں کی طرف سے درخواست کی حمایت میں کوئی ثبوت پیش کیا گیا۔

اس عدالت میں، پہلے اپیل کنندہ کے وکیل نے دلیل دی کہ کپڑا واپس کرنے میں ناکامی اس طرح ہونے والے نقصان کو پورا کرنے کے لیے شہری ذمہ داری کو جنم دے سکتی ہے، لیکن مقدمے کے حالات میں، پہلے اپیل کنندہ کو اعتماد کی مجرمانہ خلاف ورزی کے جرم کا مجرم نہیں پایا جا سکتا۔ وکیل نے پیش کیا کہ پہلا اپیل کنندہ 1950 میں بمبئی چھوڑ کر احمد آباد میں آباد ہو گیا تھا اور اس کے بعد اس قصبے میں ایک فیکٹری میں کام کر رہا تھا، کہ اس کے بعد پہلا اپیل کنندہ دیوالیہ پن کی کارروائی میں ملوث تھا اور بمبئی میں کمپنی کے معاملات میں شرکت کرنے سے قاصر تھا، اور اگر احمد آباد میں پہلے اپیل کنندہ کی مصروفیات کی وجہ سے وہ بمبئی کا دورہ کرنے سے قاصر تھا اور سامان ضائع ہو گیا تھا، تو اس سے کسی مجرمانہ غبن کو منسوب نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن اپیل کنندہ کی طرف سے استدعا کردہ مقدمہ اس پیشکش کو خارج کرتا ہے۔ ٹرائل کورٹ کے سامنے اپنے بیان میں پہلے اپیل کنندہ نے اعتراف کیا کہ وہ احمد آباد ہجرت کرنے کے بعد بھی اکثر بمبئی جاتا تھا اور اس نے مل کے احاطے کا دورہ کیا اور گور کھا چوکیدار کے ذریعے اسے کھولا اور اسے پتہ چلا کہ مل میں پڑے کپڑے کا ڈھیر ہر بار جب وہ مل کا دورہ کرتا ہے تو چھوٹا ہوتا جا رہا ہے اور پوچھ گچھ پر چوکیدار نے اسے بتایا کہ ہر روز کچرے کی ایک ٹوکری پھینک دی جاتی ہے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ انہیں فیکٹری کے احاطے میں کئی جگہیں دکھائی گئیں جہاں ان کچرے سے گڑھے بھرے ہوئے تھے، اور انہیں "تلسی پائپ گٹر" کے کنارے اور مل کے احاطے کے گوداموں میں بھی ایک چھوٹا سا ڈھیر پڑا ہوا ملا۔ اس بیان اور ریکارڈ پر موجود دیگر شواہد سے یہ واضح ہے کہ احمد آباد ہجرت کرنے کے بعد بھی، پہلا اپیل کنندہ اکثر بمبئی کی فیکٹری کا دورہ کرتا تھا۔ شواہد سے یہ

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and integrity of this document

بھی پتہ چلتا ہے کہ ڈائریکٹرز کی ملاقاتیں وقتاً فوقتاً ہوتی تھیں، لیکن ڈائریکٹرز کی اجلاس کے منٹس پیش نہیں کیے گئے۔ میٹنگوں میں شرکت کے لیے ڈائریکٹرز کو محنتانہ کی ادائیگی اور مبینہ طور پر جمع کرنے اور کچرے کو پھینکنے کے اخراجات کا ثبوت دینے والی کمپنی کی کھاتوں کی کتابیں پیش نہیں کی گئی ہیں۔ پہلی اپیل کنندہ یہ تسلیم کرتا ہے کہ 27 نومبر 1952 کا خط دوسرے اپیل کنندہ نے اس کی ہدایت پر لکھا تھا۔ مقدمے میں اپنے بیان میں، پہلے اپیل کنندہ نے کہا کہ اسے ٹیکسٹائل کمشنر کی طرف سے 26 نومبر 1952 کے خط کے بارے میں مطلع کیا گیا تھا اور وہ اس افسر کے دفتر میں حاضر نہیں ہو سکے کیونکہ وہ دیوالیہ پن کی کارروائی میں مصروف تھے اور انہوں نے دوسرے اپیل کنندہ کو دفتر میں حاضر ہونے اور حیثیت کی وضاحت اور بحث کرنے کے لیے تعینات کیا۔ اس کے بعد انہوں نے کہا، "ہم نے کمشنر کو مطلع کیا تھا کہ کمپنی ہر جانے کے طور پر دعوی کی گئی رقم کو کاٹنے کے بعد باقی کپڑے کی ادائیگی کے لیے تیار ہے" 27 نومبر 1952 کا خط، واضح طور پر پہلے اپیل کنندہ کی ہدایت پر لکھا گیا تھا اور اس خط کے ذریعے، معاہدے پر عمل درآمد میں کمپنی کو ہونے والے مبینہ نقصانات کے لیے کچھ ایڈجسٹمنٹ کے بعد کپڑے کی ادائیگی کی ذمہ داری قبول کی گئی تھی۔ 4 دسمبر 1950 کے خط کے ذریعے کپڑے کی فراہمی کی ذمہ داری قبول کی گئی اور 27 نومبر 1952 کے خط کے ذریعے حکومت کو ہونے والے نقصان کے معاوضے کی ادائیگی کی ذمہ داری کی تصدیق کی گئی۔ اپیل کنندگان جو اس کپڑے کا محاسبہ کرنے کے ذمہ دار تھے جس پر ان کا تسلط تھا وہ ایسا کرنے میں ناکام رہے ہیں، اور انہوں نے محاسبہ کرنے میں ناکامی کی غلط وضاحت پیش کی ہے۔ عدالت عالیہ کی رائے تھی کہ اس جھوٹے دفاع کو کتبِ حسابات، اسٹاک رجسٹر پیش کرنے میں ناکامی اور لاپتہ ہونے کی وجہ کے بارے میں ٹیکسٹائل کمشنر کے مراسلہ و کتابت میں حوالہ کی مکمل عدم موجودگی کی روشنی میں دیکھا گیا جس نے مجرمانہ ارادے سے غبن کو قائم کیا۔

پہلے اپیل کنندہ کے وکیل نے دعوی کیا کہ شاید سامان کمپنی کے اثاثوں کے رہن داروں کے قبضے میں چلا گیا، لیکن جمع کرانے کے اس حصے پر، ٹرائل کورٹ میں کوئی ثبوت پیش نہیں کیا گیا۔ پہلی اپیل کنندہ کے وکیل نے شری کانتیار امیا منیپلی بنام ریاست بمبئی (1) کے مشاہدات پر انحصار کرتے ہوئے یہ بھی دلیل دی کہ، کسی بھی صورت میں، تعزیرات ہند کی دفعہ 34 کے ساتھ پڑھنے والی دفعہ 409 کے تحت الزام پہلے اپیل کنندہ کے خلاف قائم نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ یہ ظاہر نہ ہو کہ سامان کے غلط استعمال کے وقت، پہلا اپیل کنندہ جسمانی طور پر موجود تھا۔ لیکن دفعہ 34 کے تحت ذمہ داری کا جوہر ایک مشترکہ ارادے کے وجود میں پایا جانا چاہیے جو مجرموں کو متحرک کرتا ہے جس کی وجہ سے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

مشترکہ ارادے کو آگے بڑھاتے ہوئے مجرمانہ فعل کیا جاتا ہےاور دفعہ 34 کے تحت ذمہ دار ٹھہرائے جانے والے مجرم کی موجودگی، قانون کے الفاظ میں، اس کے اطلاق کی شرائط میں سے ایک نہیں ہے۔ جیسا کہ لارڈ سمنر نے بارینڈر کمار گھوش بمقابلہ دی کنگ ایمپرر (1) میں وضاحت کی ہے، تعزیرات ہند کی دفعہ 34 کی اہم خصوصیت کارروائی میں "شرکت" ہے۔ کسی جرم کی مشترکہ ذمہ داری قائم کرنے کے لیے، یہ یقینی طور پر قائم کیا جانا چاہیے کہ ایک مجرمانہ فعل کئی افراد نے کیا تھا۔ جرم کا ارتکاب کرنے کا ایک مشترکہ ارادہ یعنی ذہنوں کا اجلاس اور اس مشترکہ ارادے کو آگے بڑھانے کے لیے جرم کے ارتکاب میں حصہ لینا دفعہ 34 کے اطلاق کی دعوت دیتا ہے۔ لیکن یہ شرکت تمام معاملات میں جسمانی موجودگی سے ہونا ضروری نہیں ہے۔ جسمانی تشدد سے متعلق جرائم میں، عام طور پر مشترکہ ذمہ داری کے اصول پر ذمہ دار ٹھہرائے جانے والے مجرموں کی جائے وقوعہ پر موجودگی ضروری ہو سکتی ہے، لیکن دوسرے جرائم کے سلسلے میں ایسا نہیں ہے جہاں جرم متنوع اعمال پر مشتمل ہو جو مختلف اوقات اور مقامات پر کیے جا سکتے ہیں۔ شری کانتیا کے معاملے (اوپر) میں، سرکاری ڈپو سے سامان نکال کر غبن کیا گیا تھا اور سامان ہٹانے کے موقع پر پہلا ملزم موجود نہیں تھا۔ اس لیے یہ شک تھا کہ آیا اس نے جرم کے ارتکاب میں حصہ لیا تھا، اور ان حالات میں اس عدالت نے فیصلہ دیا کہ پہلے ملزم کی شرکت قائم نہیں کی گئی تھی۔ شری کانتیا کے معاملے (اوپر) کے مشاہدات جہاں تک وہ تعزیرات ہند کی دفعہ 34 سے متعلق ہیں، ہمارے فیصلے میں، قائم شدہ حقائق کی روشنی میں پڑھے جانے چاہئیں اور ان کا مقصد عالمگیر اطلاق کا اصول طے کرنا نہیں ہے۔

عدالت عالیہ نے پایا ہے کہ دونوں اپیل گزار اس کپڑے کا محاسبہ کرنے کے ذمہ دار تھے جس پر ان کا تسلط تھا اور وہ اس کا محاسبہ کرنے میں ناکام رہے اور اس وجہ سے ہر ایک نے اعتماد کی مجرمانہ خلاف ورزی کا جرم کیا تھا۔ عدالت عالیہ نے مشاہدہ کیا: "ایسے معاملے میں، اگر ملزم نمبر 1 اور 2 (اپیل کنندہ 1 اور 2) صرف مال کی وصولی سے متعلق تھے، اگر وہ ہر وقت سامان کے ساتھ لین دین کر رہے تھے، اگر وہ ٹیکسٹائل کمشنر کے دفتر سے مراسلے وصول کر رہے تھے اور انہیں جوابات بھیج رہے تھے، اور اگر ان میں سے ہر ایک کی طرف سے ادا کیا گیا کردار اس طریقے سے ظاہر ہوتا ہے جس میں انہیں اس معاہدے سے نمٹتے ہوئے دکھایا گیا ہے، تو یہ دو افراد کا معاملہ ہے جنہیں سامان سونپا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ ان دونوں کی طرف سے اعتماد کی خلاف ورزی کی گئی ہے۔

یہ پیش کیا گیا کہ عدالت عالیہ نے اپیل گزاروں کو تعزیرات ہند کی دفعہ 409 کے تحت جرائم کا مجرم ثابت کرنے میں غلطی کی جب ان کے خلاف بنایا گیا الزام تعزیرات ہند کی دفعہ 34 کے ساتھ

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

پڑھنے والی دفعہ 409 کے تحت تھا۔ دفعہ 34 کا حوالہ دیتے ہوئے ملزم شخص کے خلاف بنایا گیا الزام اسے نوٹس دینے کا ایک آسان طریقہ ہے کہ مشترکہ ذمہ داری کے اصول کو نافذ کرنے کی کوشش کی جائے۔ دفعہ 34 کوئی جرم نہیں بناتی؛ یہ محض مجرموں کے مشترکہ ارادے کو آگے بڑھانے میں کی جانے والی مجرمانہ کارروائیوں کے لیے مشترکہ ذمہ داری کے اصول کو بیان کرتی ہے۔ مشترکہ ذمہ داری کے اصول پر انحصار کرتے ہوئے درج کیے گئے ملزم شخص کی سزا، اس لیے مشترکہ ارادے کو آگے بڑھانے میں کیے گئے جرم کے لیے ہے اور اگر سزا کی وجوہات یہ ثابت کرتی ہیں کہ ملزم کو اپنے اور دوسروں کے مشترکہ ارادے کو آگے بڑھانے کے لیے کیے گئے جرم کے لیے سزا سنائی گئی تھی، تو تعزیرات ہند کی دفعہ 34 میں سزا ریکارڈ کرنے والے حکم نامے میں ایک حوالہ اضافی معلوم ہو سکتا ہے۔ اس لیے تعزیرات ہند کی دفعہ 409 کے تحت اپیل گزاروں کو جرم کے لیے اثباتِ جُرم سنانے کا عدالت عالیہ کا حکم غیر قانونی نہیں ہے۔

پہلی اپیل کنندہ کے لیے یہ پیش کیا گیا کہ اس کے خلاف دی گئی سزا غیر ضروری طور پر سخت تھی، اور یہ کہ، کسی بھی صورت میں، سزا کے معاملے میں اس کے اور دوسرے اپیل کنندہ کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا جانا چاہیے تھا۔ ہماری طرف سے قبول کردہ نتائج پر یہ واضح ہے کہ پہلے اپیل کنندہ کی طرف سے کافی قیمت کی جائیداد کا غلط استعمال کیا گیا ہے۔ وہ کمپنی کے انتظامیہ تھے ڈائریکٹر اور بنیادی طور پر، کمپنی کو سونپی گئی جائیداد پر ان کا تسلط تھا۔ دوسرا اپیل کنندہ، اگرچہ ایک ڈائریکٹر تھا، بنیادی طور پر ایک ٹیکنیشن تھا۔ ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے، اگر عدالت عالیہ نے دونوں اپیل گزاروں کے درمیان فرق کیا ہے، تو ہمیں اس سزا میں مداخلت نہیں کرنی چاہیے، جسے بذات خود حد سے زیادہ نہیں کہا جا سکتا۔

اپیل ناکام ہو جاتی ہے اور خارج کر دی جاتی ہے

اپیل خارج کر دی گئی

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and integrity of this document